OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:1, Issue: 2, July - Dec 2020
DOI:10.51665/al-duhaa.001.02.0066, PP: 217-230

إرہاصات و مبشرات کے ضمن میں منتخب سیرت نگاروں کے طرز بیاں کا تقابلی جائزہ

Comparative analysis of selected biographers writing style in regard to Irhaasaat & Mubashirat

Published: 28-12-2020
Accepted: 26-11-2020
Received: 25-10-2020

Khawaja Awais Ahmad
Lecturer Higher Education Department Aj&k;PhD Scholar Hazara University Mansehra
Email: awaisusman98@gmail.com

Muhammad Luqman Khan
Ph.D Scholar, Department of Islamic & Religious Studies,University of Haripur
Email: mluqmankhan15@gmail.com

Abstract

The Irhaasaat & Mubashirat signs of prophecy are those extraordinary and surprising events that have appeared before the birth of the Holy Prophet (ﷺ) until the time of prophethood. The main purpose of those signs was to indicate the birth of Holy Prophet(ﷺ).Those "Irhaasaat" are the predictions of the priests or monks of 'Ahl e kitaab,the events happened in Arab like the incident of As'haab e feel those happened with Prophet Muhammad(ﷺ),and the dreams of Holy Prophet(ﷺ).These events are described circumstantially in the books of 'Seerat' and history. Every biographer discusses and explains merits of those events in his own style and reference to the context. For example, out of the three books under study, Al-Rawd Ul-Unf gives a brief description of the text, different narrations, interpretation of difficult words and explanation of ambiguity.Ibn Hisham discusses the previous topic in detail to explain the new event to make it semantically understandable.Imam Zahabi cares most about the authenticity of the "rivayah",briefly discusses the incidents and only gives importance to the events related directly to Holy Prophet(ﷺ).Since Allama Suyuti adopted the style of describing miracles and signs of Prophethood in Al-Khasais Ul-Kubra,so we can easily find the Irhaasaat of life of Prophet(ﷺ) and events before his birth related to the context of our

subject.

Keywords:*Irhaasaat & Mubashirat,Comparative analysis, biographers, Seerah writing style.*

مالکِ کون و مکاں کی سنت ہے کہ ہر کائناتی تغیر سے قبل اہلِ عقل و خرد کے لیے کچھ علامات کا ظہور فرماتا رہتا ہے۔ بہار کی آمد سے پہلے باغوں میں پھول کلیاں اس کا استقبال کرتی ہیں۔ خوشگوار ہوائیں اور بادلوں کی گرج چمک بارانِ رحمت کا پیش خیمہ بنتی ہیں۔ طلوعِ سحر نوید صبح بن کر آتی ہے۔ افق پر رقص کرتی روشنی طلوعِ آفتاب کے لیے ماحول سازگار کر رہی ہوتی ہیں۔ بعینہٖ آفتابِ نبوت کے طلوع ہونے سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی بے شمار علامات کا ظہور فرمایا کہ انسانیت یہ جان لے کہ وہ سر چشمۂ ہدایت جس کی بشارت تورات و انجیل میں سنائی جاتی رہی اب مبعوث ہونے والا ہے۔ یہود نے جس کے استقبال کے لیے یثرب کو مسکن بنایا تھا انہیں معلوم ہو کہ ان کا انتظار ختم ہونے والا ہے۔ اہل کلیسا آگاہ ہو جائیں کہ ان کا راج اسی صورت ہی قائم رہ سکتا ہے کہ فارقلیط موعود کو تسلیم کرتے ہوئے اپنے آپ کو ان کے سپرد کر دیں۔ یہ وہ نشانیاں تھیں جو آتش کدوں کو آگاہ کر رہی تھیں کہ خیر و شر کا یکتا خالق اب ان کی آتش کو گل کرنے والا ہے۔

شرّاح حدیث اور سیرت نگار، نبوت کی ان علامات کو مبشراتِ نبوت یا إرہاصات سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ وہ غیر معمولی واقعات و حوادث ہیں جن کا ظہور ولادتِ باسعادت کے وقت یا اس سے پہلے رونما ہوا۔ ان واقعات کا ایک بڑا مقصد اس امر کا اشارہ تھا کہ ایک عظیم المرتبت ہستی کا ظہور ہونے والا ہے۔ وہ ذات جس کی غلامی کے آگے کئی بادشاہیاں ہیچ ہیں۔ نبوت کے سلسلے کی آخری کڑی اب آنے کو ہے۔ آدم علیہ السلام سے ہدایت کی جو روشنی چلی تھی اس کی تکمیل ہونے والی ہے۔

کتبِ سیرت کا آغاز عموماً عرب کی ابتداء، جغرافیہ اور ان کے ارتقاء سے کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے قبل کے حالات واقعات کا تذکرہ ہوتا ہے اور بعد ازاں ولادتِ مبارکہ اور اس کے مابعد ادوار و حوادث کا ذکر آتا ہے۔ اس تفصیل کے ضمن میں بہت سے ایسے مضامین وارد ہوئے ہیں جو إرہاصات و مبشرات کی قبیل سے ہیں۔ یہ امر طے شدہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ایک بہت عظیم واقعہ ہے۔ ایسا واقعہ کہ آئندہ دنیا کی تاریخ اس واقعہ اور اس پر مرتب ہونے والے امور کے تذکرے کے بغیر ادھوری ہے۔ انسانیت کو قعرِ مذلت سے نکالنے کے لیے ایک ہادی و رہبر کی آمد دنیا و اہل دنیا کی خوش بختی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمدِ مبارک سے قبل ہی آپ کی تشریف آوری کے لیے کچھ اقدامات فرمائے ہیں۔ مقدمۃ الجیش کے طور پر وقوع پذیر ہونے والے ان واقعات میں اس وقت کے انسانوں کے لیے بالخصوص اور بعد میں آنے والوں کے لیے بالعموم بہت سی حکمتیں تھیں جن کا علم فیضانِ نبوت سے مستفید ہونے کے لیے ضروری ہے۔ ذیل میں إرہاصات و مبشرات کے لغوی و اصطلاحی تعارف کے بعد إرہاصات کے بیان میں منتخب سیرت نگاروں کے طرز اور آراء کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل تین کتب سیرت کو ان کی خصوصیات اور کتب سیرت میں ان کی اہمیت کی بنا پر منتخب کیا گیا ہے۔ الروض الانف کی صورت میں ۱۵۱ ھجری محمد بن اسحاق سے امام سہیلی ۵۸۱ھ کے زمانہ تک کے تالیف سیرت کے رجحانات اور اس کے بعد ۷۴۸ھ تک امام ذھبی اور ۹۱۱ھ علامہ سیوطی کی کتاب کا جائزہ ہو جائے یوں ابتدا زمانہ سے لے کر دس صدیوں تک کے زمانہ کا احاطہ ہو جاتا ہے۔ منتخب کتب اور مصنفین درج ذیل ہیں :

ا۔ الروض الانف فی تفسیر السیرۃ النبویۃ لابن ہشام از امام ابی القاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن الخثعمی السھیلی المتوفی سنۃ ۵۸۱ھ

۲-السیرۃ النبویۃ از محمد بن احمد بن عثمان الذھبی المتوفی سنۃ ۷۴۸ھ

۳-الخصائص الکبریٰ از ابی الفضل جلال الدین عبد الرحمٰن ابی بکر السیوطی الشافعی المتوفی ۹۱۱ھ

تقابلی جائزہ کا منہج یوں ہو گا کہ پہلے ارہاص کے اتفاقی امور کو اجمالاً ذکر کیا جائے گا اور اس کے بعد کتب مذکورہ کے اضافی فوائد (اگر ہوں تو ان) کو ذکر کیا جائے گا۔

إرھاص کے لغوی معنی:

إرھاص مادہ (ر،ھ،ص) سے باب افعال کا مصدر ہے۔رھص کا لفظ لغت میں مندرجہ ذیل معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۱-رِھصٌ بکسر الراء اس مٹی کو کہتے ہیں جس سے کچھ تعمیر کی جائے۔

۲-رَھصٌ بفتح الراء زور دار طریقے سے نچوڑنا۔

۳-الرّھص بمعنی ملامت کرنا۔کہا جاتا ہے رھصنی فلانٌ فی أمرِ فلان ،أی لَامَنِی اس کا مصدر الرّھصۃ آتا ہے۔

۴-الرّھصُ بمعنی الاستعجال۔کہا جاتا ہے۔رَھَصَنِی فی الأمرِ،أی استَعجَلَنِی فیه۔

۵-بمعنی أخذ شدید کہا جاتا ہے۔رَھَصَنِی فلان بحقه أی أخذنی أخذاً شدیداً[1]

إرھاص لغت میں اثبات کے معنی میں آتا ہے۔کہا جاتا ہے۔أرْھَصَ الشَّیءَ ،إذَا أَثْبَتَه و أَسَّسَه،إرھاص النبوّۃ کالفظ اسی فعل سے ہے۔[2] اور لغوی معنی کے ساتھ اس کی مناسبت بھی پائی جاتی ہے کہ إرھاصاتِ نبوت کا بنیادی مقصد بھی اثبات و تاسیسِ نبوت ہے۔

والإِرْهاصُ الإِثْباتُ واستعمله أَبو حنيفة في المطر فقال وأَما الفَرْغُ المُقدّم فإِنّ نَوْءَه من الأَنواءِ المشهورةِ المذكورةِ المحمودة النافعة لأَنه إِرْهاصٌ للوَسْمِيّ قال ابن سيده وعندي أَنه يُرِيد أَنه مُقدِّمة له وإِيذانٌ به والإِرْهاصُ على الذَّنب الإِصْرارُ عليه وفي الحديث وإِنّ ذنْبَه لم يكن عن إِرْهاصٍ أَي عن إِصْرارٍ وإِرْصادٍ وأَصله من الرَّهْصِ وهو تأْسِيسُ البُنْيانِ[3]

إرھاص کے اصطلاحی معنی:

۱-ما یظھر من الخوارق عن النبی ﷺ قبل ظھورہ،کالنور الذی کان فی جبین آباء نبینا صلی اللہ علیه وسلم

۲-إحداثُ أمرٍ خارقٍ للعادة دالٍّ على بعثة نبيٍ قبلَ بعثته

۳-ھو ما یصدر من النبی قبلَ النبوۃ مِنْ أمرٍ خارقٍ للعادۃ،قیل إنھا مِنْ قبیلِ الکراماتِ ،فَإنَّ الأنبیاءَ قبلَ النبوۃ لا یقصرون عن درجۃ الأولیاء۔[4]

۴-شرعاً قسم من الخوارق،وھو الخارق الذی یظھر من النبی قبل البعثۃ،سمّی به لإن الارھاص فی اللغۃ بناءُ البیت،فکأنه بناء بیت إثبات النبوۃ،کذا فی حواشی شرح العقائد۔[5]

مبشرات کے لغوی معنی:۔

مبشرات مادہ (ب،ش،ر) سے باب تفعیل سے اسم فاعل جمع مؤنث کا صیغہ ہے۔ب،ش،ر کا مادہ لغت میں مندرجہ

ذیل معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۱۔البَشْرُ بفتح الباء وسکون الشین بمعنی قشر چھلکا استعمال ہوتا ہے۔اسی معنی میں باب نصر سے چھلکا اتارنے کے معنی دیتا ہے۔

۲۔ باب نصر سے ہی خوشخبری کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے جبکہ باب افعال، تفعیل خوشخبری دینے کے متعدی معنی میں آتا ہے جیسے قرآن پاک میں آتا ہے أَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ اور جب باب استفعال میں لے جائیں تو استبشار خوش ہونے کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے قرآن حمید میں ہے : ﴿فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ﴾ [6]

مبشرات عربی میں ان ہواؤں کو کہتے ہیں جو بادلوں کو لے کے چلتی ہیں اور بارش کی خوشخبری سناتی ہیں۔قرآن پاک میں بھی مبشرات کا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے۔﴿ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ ﴾ [7]۔ [8] اگرچہ یہاں مبشرات کے معنی ہوائیں ہے مگر لغوی معنی ملحوظ ہے یعنی خوشخبری دینے والی ہوائیں۔

علاوہ ازیں احادیث مبارکہ میں مبشرات کا لفظ ایک اور معنی کے لیے استعمال ہوا ہے مشہور روایت ہے جس کا ذکر کثرت سے احادیث میں آتا ہے

"أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول (لم يبق من النبوة إلا المبشرات) . قالوا وما المبشرات ؟ قال (الرؤيا الصالحة)" [9]

اس روایت میں مبشرات عام امتیوں کو آنے والے خوابوں کو کہا گیا ہے۔[10] یہاں بھی لغوی معنی بایں طور ملحوظ ہے کہ غیر نبی کو جب سچا خواب دکھایا جاتا ہے تو گویا وہ اس کے لیے ایک خوشخبری ہے کہ اسے نبوت کے اجزاء میں سے کچھ حظ نصیب ہوا ہے۔

فن سیرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سابقہ انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوات والتسلیمات اور ان کی کتابوں کی بشارتوں کو مبشرات کے عنوان سے ایک ذیلی باب میں ذکر کیا جاتا ہے۔ مجلّہ جہات الاسلام میں محمد یاسین مظہر صدیقی کا ایک آرٹیکل بعنوان "مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی میں مخطوطات "سیرت شائع ہوا ہے۔اس آرٹیکل کے ذیل میں موصوف نے مبشرات نبوی کا ایک ذیل عنوان قائم کیا ہے جس وہ رقم طراز ہیں:

"ماہرین فنِ سیرت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان کی کتابوں کی بشارتوں کو فنِ سیرت کا ایک ذیلی باب بنایا ہے اگرچہ عام طور پر محدثین اور سیرت نگار ان کو اپنی کتابوں کا خاص باب بناتے ہیں۔ بہر حال سیرت نگاری کا یہ رجحان قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے اور تمام معتبر کتبِ حدیث و سیرت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مبشرات یا بشارتیں ملتی ہیں۔ متعدد اہل قلم نے ان ہی پر خاص تالیفات چھوڑی ہیں۔ان کے مختلف مخطوطات، ضخیم و مختصر، مختلف کتاب خانوں میں پائے جاتے ہیں۔ مولانا آزاد لائبریری میں وہ بہت کم ہیں۔" [11]

مبشرات وإرھاصات میں فرق اور مترادفات:

مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق فن سیرت میں مبشرات سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام سے وارد شدہ وہ خوشخبریاں اور علامات ہیں جو انہوں نے رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ذکر

فرمائیں۔سیرت نگار مبشرات کے عنوان سے انہیں خوشخبریوں اور علامات کا تذکرہ کرتے ہیں۔جبکہ اِرھاصات ان واقعات و حوادث کو کہا جاتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت یا بعثت سے پہلے رونما ہوئے ہیں ان کو عموماً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور بعثت سے قبل کے واقعات بیان کرتے ہوئے ذکر کر دیا جاتا ہے اور اِرھاصات کے نام سے کوئی ذیلی عنوان قائم نہیں کرتے البتہ بعض اوقات کسی واقعہ کے اِرھاص ہونے کا حکم لگا دیتے ہیں۔یہ ایک دقیق فرق ہے لیکن عموماً مصنفین ان دونوں اصطلاحات کو ایک دوسرے کی جگہ استعمال کرتے رہتے ہیں اور اِرھاصات و مبشرات کو ایک ساتھ بھی ذکر کر دیتے ہیں۔بعض اوقات ان اصطلاحات کے لیے مقدماتِ بعثت، نبواتِ رسالت اور بشارات وغیرہ کے الفاظ بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔

اِرھاصاتِ نبوت محمدیہ

رؤیا عبد المطلب

ابو نعیم روایت کرتے ہیں ابو طالب نے حضرت عبدالمطلب سے ان کا یہ خواب روایت کیا ہے کہ ایک دن میں سو رہا تھا کہ میں نے ایک خواب دیکھا جس سے میں بہت ڈر گیا تو میں قریش کی ایک کاہنہ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک درخت اگا ہے جس کا بالائی حصہ آسمان کو چھو رہا ہے اور اس کی شاخیں مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں (اور اس سے ایسی روشنی نکل رہی ہے) جو سورج کی روشنی سے بھی ستر درجے بڑھ کر ہے۔اور میں نے دیکھا کہ عرب اور عجم اس کو سجدہ کر رہے ہیں اور وہ روشنی ہر لمحہ اپنی عظمت، نور اور بلندی کے اعتبار سے بڑھ رہی ہے۔کبھی وہ روشنی چھپ جاتی ہے اور کبھی ظاہر ہو جاتی ہے۔میں قریش کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ اس درخت کی شاخوں سے لٹکے ہوئے ہیں اور ان کی ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ اس درخت کو کاٹنے کے درپے ہیں، یہ کاٹنے والے جب بھی اس درخت کے قریب ہوتے ہیں تو ایک خوبصورت نوجوان جس سے خوبصورت اور خوشبودار بندہ میں نے کبھی نہیں دیکھا، ان کو پکڑتا ہے اور ان کی کمر توڑتا ہے اور ان کی آنکھیں نکال دیتا ہے۔پھر میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ میں بھی اس درخت میں سے کچھ حصہ حاصل کر سکوں پر میں نہیں پا سکتا۔پھر میں نے کہا کہ یہ کس کے لیے ہے تو کہا گیا یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو اس کے ساتھ معلق ہیں اور تم سے سبقت لے گئے ہیں، پھر میں جاگ گیا اس حال میں کہ میں خوف زدہ اور ڈرا ہوا تھا۔

عبدالمطلب کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب بیان کرکے کاہنہ کی طرف دیکھا تو اس کا چہرہ متغیر ہو چکا تھا۔پھر اس نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے تمہاری صلب سے ایک ایسا شخص نکلے گا جو مشرق و مغرب پر بادشاہت کرے گا اور لوگ اس کا دین اختیار کریں گے۔عبدالمطلب یہ خواب ابو طالب سے بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ شاید میرا وہ بیٹا تم ہی ہو۔ابو طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ بات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم وہ درخت ابو القاسم امین ہیں تو ان سے کہا گیا کہ پھر آپ ان پر ایمان کیوں نہیں لاتے تو انہوں نے کہا کہ عار اور برا بھلا کہے جانے کی وجہ سے۔[12]

ابو نعیم ایک ضعیف سند کے ساتھ حضرت عباس کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب میرے بھائی عبداللہ جن کے چہرے پر سورج کی روشنی کی طرح ایک نور تھا، کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی تو حضرت عبدالمطلب نے کہا کہ اس مولود کی عظیم شان ہے۔میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک پرندہ اپنے گھونسلے سے نکل کر اڑا اور مشرق و مغرب تک پہنچ گیا پھر لوٹا اور کعبہ پر بیٹھ کر سجدہ ریز ہو گیا اور قریش اسے سجدہ کرنے لگے پھر وہ آسمان اور زمین کے درمیان اڑنے لگا۔یہ خواب دیکھنے کے بعد میں بنی مخزوم کی ایک کاہنہ کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو تمہاری صلب سے ایک بچہ پیدا ہو گا اور مشرق و مغرب والے اس

کے تابع فرمان ہوں گے۔[13]

عبد المطلب کے اس خواب کو علامہ جلال الدین سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں تفصیلًا ذکر کیا ہے اور اس کے لیے مستقل باب قائم کیا جب کہ الروض الانف میں خواب مذکور کی طرف تسمیۃ النبی کی تفاصیل ذکر کرتے ہوئے ضمناً ذکر کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک "محمد" رکھے جانے کی وجوہات میں اس خواب کو بیان کیا کہ دادا محترم نے یہ نام جو کہ عام عربوں میں رائج نہیں تھا اس خواب کی بنا پر رکھا کیوں کہ خواب میں بتایا گیا تھا کہ مشرق و مغرب اس مولود کی اتباع کریں گے۔اس مناسبت سے محمد نام رکھا کہ سارے جہاں میں ان کی تعریف ہو گی۔[14]

امام ذھبی نے اس خواب کو السیرۃ النبویۃ میں ذکر نہیں کیا۔

واقعۂ فیل:

الروض الانف میں سیرت ابن ہشام کی اتباع میں قصہ اصحاب الفیل کو تفصیلًا زیر بحث لایا گیا ہے۔ مشہور تاریخی واقعات کے بیان کے دوران اصحاب الاخدود کے واقعہ کے بعد مصنف نے امر الفیل کے عنوان سے اس واقعہ کا آغاز کیا۔ ابرہہ کے کعبہ پر حملہ کرنے کی وجہ ایک عربی کنانی (بنو کنانہ) شخص تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو حرام مہینوں کو حلال کرنے کے لیے مہینوں کو آگے پیچھے کرتے تھے اس لیے رجل من النساۃ کے ذریعے تعارف کروایا اور اس کے بعد نسیء جس کا ذکر قرآن میں بھی ہے کے حوالے سے تاریخی بحث کی ہے۔اس کے بعد ابرہہ کے کعبہ پر حملہ کا سبب، ذو نفر اور نفیل کے کعبہ کی حمایت میں ابرہہ سے جنگ اور قید ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔ابو رغال نے چونکہ ابرہہ کی رہنمائی کی تھی لہٰذا اس کا تذکرہ اور راستے میں اس کی موت اور اس کی قبر پر عربوں کی سنگ باری کا تذکرہ کیا گیا ہے۔مکہ پہنچنے کے بعد اسود (ابرہہ کا ایک لشکری جسے اس نے مکہ والوں کو ڈرانے کے لیے بھیجا تھا) کے مکہ پر حملہ اور لوٹ مار کا تذکرہ ہے۔علاوہ ازیں عبد المطلب کی ابرہہ سے ملاقات کا اور ابرہہ کے لشکر پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کے نزول کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا۔

مصنف نے اس واقعہ کو تاریخی انداز میں اس کی جزئیات کا احاطہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے اور اس کے اِرھاص ہونے کی طرف توجہ نہیں دی۔

اس کے برعکس علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں عنوان قائم کیا

"باب کیف فعل ربک باصحاب الفیل عام ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریفا لہ ولبلدہ"۔

یہ عنوان ہی مشیر ہے کہ علامہ نے اس واقعہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارہاص ہونے کے اعتبار سے ذکر کیا ہے۔اولاً تحریر کیا کہ یہ واقعہ نصف محرم کو وقوع پذیر ہوا۔اور اسباب وغیرہ کو بیان کیے بغیر بیہقی کی روایت کے ذریعے واقعہ کو اختصار کے ساتھ ذکر کیا اور عبد المطلب کی ابرہہ سے ملاقات کے بیان کرنے کے بعد اصحاب الفیل پر عذاب کے نزول کا بیان کیا ہے۔

امام ذھبی نے اپنی کتاب السیرۃ النبویہ میں اس واقعہ کا مستقلا ذکر نہیں کیا البتہ تاریخ ولادت نبوی کے ضمن میں ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان مدت کا ذکر کیا ہے جس میں ضمناً واقعہ فیل کا تذکرہ بھی آ گیا ہے۔

چاہِ زمزم کی کھدائی:

زمزم کا کنواں بنو جرہم نے پاٹ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت عبد المطلب کو خواب میں رہنمائی کی اور انہوں نے دوبارہ اس کنواں کو کھودا۔ یہ امر بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ارہاصات میں سے ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے

معجزات میں سے ایک معجزہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کے ہاتھ پر دوبارہ ظاہر فرمایا کہ اب اس معجزہ کے وارث کی آمد کا وقت ہے۔

اس واقعہ کو سیرت نگاروں نے اپنی کتاب کی زینت بنایا ہے الروض الانف میں زمزم کے ساتھ بنو جرہم کے واقعات اور طرز عمل کو ذکر کیا گیا ہے درمیان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اجداد کرام کا تذکرہ ہے اور پھر حلف الفضول کو ذکر کرنے کے بعد زمزم کی وجہ سے حضرت عبدالمطلب کے ساتھ پیش آئے تمام واقعات کا تفصیلاً تذکرہ کیا ہے۔ پہلے واقعہ کے لیے عنوان قائم کیا"امر جرهم،ودفن زمزم"اور دوسرے واقعہ کے لیے"ذكر حفر زمزم وما جرى من الخلف فيها" کا عنوان قائم کیا ہے۔ جس کے بعد مکہ کے دیگر کنوؤں کا تذکرہ کیا ہے۔

اس کے برعکس علامہ ذھبی نے السیرۃ النبویۃ میں اس واقعہ کو ذکر نہیں کیا جبکہ علامہ سیوطی نے ابن اسحٰق اور بیہقی کی روایت سے اجمالاً اس واقعہ کو ذکر کیا ہے۔ دونوں کتابوں کی تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اصحاب الفیل کے واقعہ کے بعد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے قبل کا ہے اگرچہ الروض الانف میں اسے حلف الفضول کے بعد ذکر کیا گیا ہے۔

ابن الذبیحین:

ابن الذبیحین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو ذبح کیے جانے والوں کے بیٹے ہیں ان میں سے ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور دوسرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم کہ ان کے ذبح کا خداوندی حکم تو نہیں تھا مگر حضرت عبدالمطلب کی نذر کی وجہ سے آپ کو ذبح کیا جانا تھا جس کے بدلے میں سو اونٹ قربان کیے گئے۔

علامہ سیوطی نے اس واقعہ کو مستقلاً بیان نہیں کیا بلکہ عبدالمطلب کے زمزم کا کنواں کھودنے کے واقعہ کے ذیل میں بیان کیا ہے کیوں کہ یہی واقعہ تھا جو اس نذر کا سبب بنا تھا۔ کنویں کی کھدائی کے وقت عبدالمطلب کو سخت مشقت کا سامنا ہوا جبکہ ان کے ہاں صرف ایک ہی بیٹا حارث تھا اس لیے انھوں نے قسم کھائی تھی کہ اگر میرے دس بیٹے ہوئے اور وہ جوان ہوئے تو ان میں اس ایک کو اللہ کی راہ میں قربان کروں گا۔ علامہ نے ایک روایت بیہقی کی زھری سے ذکر کی ہے اور دوسری روایت ابن سعد کی ابن عباس سے روایت کی ہے اور تیسری روایت حاکم کی ہے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔[15]

الروض الانف میں اس واقعہ کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور اس کے لیے مستقل عنوان قائم کیا"ذكر نذر عبدالمطلب ذبح ولده" ۔ یہاں قرعہ اندازی کا ذکر ہے اور ساتھ ہی مدینہ کی ایک کاہنہ سے فیصلہ کروانے کا تذکرہ بھی وارد ہوا ہے جس نے اونٹ ذبح کرنے کا مشورہ دیا تھا۔[16]

امام ذھبی نے اس واقعہ کو مستقلاً بیان نہیں کیا البتہ ضمناً ایک واقعہ جو مروان کے زمانہ میں ہوا کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی منت مانی تھی کے ذیل میں اس واقعہ سے ان کے استدلال کا تذکرہ کیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء کی پیشانیوں پر نور نبوت کا ظہور:

علامہ سیوطی نے باب قائم کیا ہے" باب اختصاصه صلى الله عليه وسلم بطهارة نسبه وانه لم يخرج من سفاح من لدن آدم"اس باب کے آخر میں علامہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے جس میں ارشاد نبوی ہے کہ تخلیق آدم علیہ السلام سے پہلے قریش کا نور اللہ کے پاس تھا جسے حضرت آدم علیہ السلام میں ودیعت رکھا گیا اور پھر اسے اصلاب کریمہ میں

منتقل کرتا رہا۔اسی طرح"باب ما وقع فی حملہ صلی اللہ علیہ وسلم من الآیات" کے ذیل میں ایک روایت موجود ہے جس میں یمن کے راہب نے حضرت عبدالمطلب میں اس نور کو دیکھا جب کہ لیلیٰ عدویہ نے اس نور کو حضرت عبداللہ کی پیشانی میں دیکھا اور نکاح کی دعوت دی۔

الروض الانف میں عبدالمطلب کی سیف ابن ذی یزن سے ملاقات کو اختصار کے ساتھ نقل کیا گیا ہے جس میں اس نے عبدالمطلب کو بشارت دی تھی کہ آپ کی اولاد میں سے ایک بادشاہ ہو گا جس کا سکہ چہار دانگ عالم میں چلے گا۔[17] اور دوسری روایت ابن اسحٰق کی ذکر کی ہے جس میں ورقہ بن نوفل کی بہن نے اپنے آپ کو حضرت عبداللہ پر پیش کیا جس کا مطمع نظر اس نور کا حصول تھا جسے اس نے آپ کی پیشانی پر دیکھا تھا۔شارح نے "تزویج عبداللہ" کے عنوان سے حضرت عبدالمطلب کی یمن کے راہب سے ملاقات کا تذکرہ کیا ہے جسے علامہ سیوطی کے حوالے سے بیان کر دیا گیا۔[18]

امام ذھبی نے اس نور کے حوالے سے کوئی تفصیل ذکر نہیں کی۔

حضرت عبداللہ کی مدینہ میں وفات اور تدفین:

الروض الانف میں حضرت عبداللہ کی وفات کو ولادت نبوی کے بعد ذکر کیا گیا ہے اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی آباء کا تذکرہ ہے۔ حضرت عبداللہ کی وفات کے حوالے سے تین اقوال ذکر کیے ہیں کہ حضرت عبداللہ کی وفات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم والدہ ماجدہ کے پیٹ میں تھے اور دوسرا قول ہے کہ آپ دو ماہ کے تھے جب کے تیسرے قول کے مطابق اس سے بھی زیادہ عمر کے تھے۔اور مقام وفات بنی نجار کے پاس بتایا جہاں وہ کھجوروں کے حصول کے لیے گئے تھے۔[19]

الخصائص الکبریٰ میں اس واقعہ کو "باب ما وقع فی حملہ من الآیات" کے بعد ذکر کیا گیا اور اضافی فائدہ یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ "شام کے تجارتی سفر" سے واپسی پر مدینہ میں فوت ہوئے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایک ہی قول ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ماں کے پیٹ میں تھے۔ حضرت عبداللہ کی عمر وفات کے وقت پچیس سال بتائی ہے۔علامہ سیوطی نے اصحاب فیل کے واقعہ کو حضرت عبداللہ کی وفات کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے۔[20]

امام ذھبی نے السیرۃ النبویۃ میں حضرت عبداللہ کی وفات کے واقعہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت و رضاعت کے ذکر کے بعد بیان کیا ہے اور یہاں اضافی فائدہ یہ بیان کیا کہ شام کے تجارتی سفر سے واپسی پر حضرت عبداللہ "بیماری کے سبب بنو نجار کے پاس رہائش پذیر ہوئے" جہاں ان کی وفات ہوئی اور دار النابغہ احد بنی نجار میں تدفین ہوئی۔[21]

اس واقعہ کو یہاں ارہاصات میں اس لیے شمار کیا گیا کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بلد کی طرف ہجرت کرنی تھی اور اس سے قبل ہی اللہ پاک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد کی مدینہ اور والدہ کی قریب مدینہ وفات کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ کے ساتھ قلبی تعلق پیدا کر دیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وطن مالوف کو چھوڑنے میں دقت کم ہو گئی۔

ولادت شریفہ کے وقت حضرت آمنہ کے ساتھ پیش آمدہ حالات:

الروض الانف میں حضرت عبداللہ کی شادی کے حالات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حمل اور ولادت کے احوال کو ذکر کیا گیا ہے۔اس ضمن میں ایک عنوان قائم کیا "ذکر ما قیل لآمنۃ عند حملھا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور اس کے

ذیل میں صیغہ تضعیف کے ساتھ واقعہ کی ابتداء کی"ویزعمون فیہا یتحدث الناس واللہ اعلم"اور اس میں ایک غیبی آواز کے حضرت آمنہ سے مخاطب ہونے کا تذکرہ ہے کہ ان سے کہا گیا آپ اس امت کے سردار سے حاملہ ہوئی ہیں۔پس جب آپ کو وضع حمل ہو تو آپ کہنا"اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد"اور اس کا نام محمد رکھنا۔اور پھر اس نور کا ذکر کیا جو حضرت آمنہ نے ولادت کے وقت دیکھا کہ جس کی روشنی میں انہوں نے بصریٰ اور شام کے محلات دیکھے۔[22]

سیرت ابن ہشام میں" ولادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کا عنوان قائم کیا گیا ہے جس کی شرح میں علامہ سہیلی نے "فصل فی المولد" سے تشریح کی ہے۔اس ذیل میں الروض الانف میں مندرجہ ذیل ارہاصات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔شیطان کا ولادت نبوی کے وقت چیخ و پکار و آہ بکا کرنا۔

۲۔یہودی کا یثرب کی پہاڑی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا اعلان کرنا۔

۳۔ولادت کے وقت گھر کا نور سے بھر جانا۔

۴۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مختون و مقطوع السرّۃ پیدا ہونا۔

۵۔والدہ ماجدہ کا کسی قسم کا کوئی بوجھ و تکلیف کا محسوس نہ کرنا۔

۶۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمین پر اتر کر انگشت شہادت سے اشارہ کرنا۔[23]

علامہ سیوطی نے حضرت عبد المطلب کے خواب کا تذکرہ کرنے بعد باب قائم کیا"باب ما وقع فی حملہ من الآیات"اور اس کے ذیل میں حضرت عبد المطلب کی یمن کے راہب سے ملاقات اور اس کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی پیش گوئی کرنے کو بیان کیا ہے۔پھر حضرت عبد اللہ کی لیلیٰ عدویہ سے ملاقات کا تذکرہ ہے جیسا کہ سابق میں بیان ہوا۔اور اس کے بعد چندان ارہاصات کو تذکرہ کیا ہے جن میں سے کچھ کا بیان الروض الانف کے حوالے سے اوپر کیا جا چکا۔[24]

امام ذھبی نے "مولدہ المبارک صلی اللہ علیہ وسلم"کا عنوان قائم کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے احوال کا تذکرہ کیا ہے۔پہلے سنِ ولادت کا تذکرہ کیا اور اس کے بعد مدینہ کے یہودی کا تذکرہ کیا جس نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا اعلان کیا تھا۔امام ذھبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختون پیدا ہونے کے قول کے علاوہ دوسرے دو قول بھی بیان کیے ہیں جن میں سے ایک میں حضرت عبد المطلب کا ساتویں دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ کرنا اور تیسرے قول میں جبریل علیہ السلام کا شق صدر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ کرنا مذکور ہے۔اس میں امام نے پہلے قول کو اصح تیسرے کو منکر اور دوسرے قول میں عثمان بن ربیعۃ الصدائی کے رواۃ میں موجودگی کو بیان کرکے ضعف کی طرف اشارہ کیا ہے۔بعد ازاں ان ارہاصات میں سے چند کا تذکرہ بھی کیا ہے جن کا بیان الروض الانف کے حوالے سے اوپر کیا گیا ہے۔[25]

ولادتِ مبارکہ کی رات قصر کسریٰ اور فارس کے عبادت خانوں کا حال:

عموماً سیرت نگار اس واقعہ کو ولادت کی رات کے احوال کے ساتھ ذکر کرتے ہیں مگر الروض الانف میں چونکہ ولادت کے احوال کو بیاں کرنے کے لیے بہت تفصیلی تمہید قائم کی گئی ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عربوں اور عرب کی مختلف پڑوسی ریاستوں اور ان کی بادشاہتوں کے حالات کا تذکرہ کیا گیا ہے لہٰذا اس واقعہ کو بھی اس ضمن میں کسریٰ کے احوال کے دوران " حدیث ربیعۃ و رؤیاہ" کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔[26]

امام ذھبی نے ولادت کے احوال کے ذیل میں اس واقعہ کو مستقل عنوان دے کر ذکر کیا انہوں نے عنوان قائم کیا ہے "ذکر ما ورد فی قصة سطیح وخمود النیران لیلة المولد وانشقاق الایوان[27]"

علامہ سیوطی نے اس واقعہ کو "باب ما ظهر فی لیلة مولده صلی الله علیه وسلم من المعجزات والخصائص" کے ذیل میں بیان کیا ہے۔[28] تینوں مقامات پر واقعہ کی تقریباً ایک جیسی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔

رضاعت:

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رضاعت کے دوران بہت سے ارہاصات کا ظہور ہوا ہے جنہیں سیرت نگاروں نے اپنی کتابوں کی زینت بنایا۔ الروض الانف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے احوال ذکر کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کی وفات کے واقعہ کو بیان کیا گیا اور اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی آباء کے تذکرہ کے بعد رضاعت کے زمانہ کی تفاصیل ذکر کی ہیں۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل ارہاصات کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کے پستانوں میں دودھ کا اتر آنا۔

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ہی پستان سے دودھ پینا اور دوسرا اپنے رضاعی بھائی کے لیے چھوڑ دینا۔

۳۔ اونٹنی کے تھنوں میں دودھ کا اتر آنا۔

۴۔ کمزور ولاغر اور چلنے سے عاجز گدھی کا تیز رفتار ہو جانا اور سب سے آگے نکل جانا۔

۵۔ قحط اور چارے کی کمی کے باوجود حضرت حلیمہ کی بکریوں کا سیر اب اور دودھ والی ہو جانا۔

۶۔ شق صدر کا واقعہ پیش آنا۔

علامہ سیوطی نے عرصہ رضاعت کے ارہاصات کے لیے الگ باب قائم کیا "باب ما ظهر فی زمان رضاعه صلی الله علیه وسلم من الآیات والمعجزات" اور اس باب میں رضاعت کے زمانہ کے مختلف احوال کو مختلف روایات سے ذکر کیا ہے اور تقریباً وہ تمام تفاصیل ذکر کی ہیں جو الروض الانف میں اس کی بنسبت قدرے اختصار سے بیان ہوئی تھیں۔ امام ذھبی نے ابن اسحٰق کی روایت کو بنیاد بنا کر اس واقعہ کو ذکر کیا ہے جس کی تفصیل اوپر بیان ہو چکی۔

چاند کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرنا:

علامہ سیوطی نے روایت ذکر کی ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے تو آپ کی نشانیوں نے آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی تھی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گہوارے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کرتے اور جس طرف اشارہ فرماتے چاند جھک جاتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں چاند سے باتیں کرتا تھا اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا اور اس کے عرشِ الٰہی کے نیچے سجدہ کرتے وقت میں اس کی تسبیح کرنے کی آواز کو سنا کرتا تھا۔[29] الروض الانف اور السیرة النبویة میں اس روایت کو ذکر نہیں کیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک کی مقام ابراہیم کے ساتھ مماثلت:

بنی مدلج نے حضرت عبد المطلب سے کہا:

> "آپ محمد کی حفاظت کیجیے کیونکہ ہم نے حضرت ابراہیم کے نشانِ قدم کے مشابہ (جو مقام ابراہیم میں ہے۔) کسی کا قدم نہیں دیکھا مگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان قدم اس سے بہت مشابہ ہے۔"[30]

اسی طرح ایک مرتبہ قریش نے ایک کاہنہ سے دریافت کیا کہ ہم سے مقام ابراہیم سے مشابہ قدم والا کون ہے تو اس

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کیا۔اس دوسری روایت کو امام ذھبی نے بھی ذکر کیا ہے۔

حضرت ابو طالب کی کفالت میں پیش آنے والے ارہاصات:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم دادا کی وفات کے بعد اپنے چچا ابو طالب کی زیر کفالت آ گئے تھے۔الروض الانف میں لکھا ہے کہ اس کی وصیت دادا نے خود کی تھی۔اس اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ارہاصات کا ظہور ہوا۔الروض الانف میں "کفالة ابی طالب" کا عنوان قائم کیا ہے اور اس میں دیگر تفصیلات کے ضمن میں مندرجہ ذیل ارہاصات کا تذکرہ ہے۔

۱۔ایک عراف جو مکہ میں آتا اور قریش اپنے بچوں کو اس پر پیش کرتے اس دوران اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مگر کسی کام میں لگ کر ادھر متوجہ نہ ہو سکا پھر جب فارغ ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگا مگر ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر پھر پیش نہ کیا تو چلانے لگا کہ اس بچے کو مجھ پر پیش کرو اس کی عظیم شان ہے۔

۲۔سفر شام میں مختلف راہبوں بالخصوص بحیریٰ راہب سے ملاقات کے دوران بہت سے ارہاصات کا ظہور مثلاً درخت کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر چھاؤں کرنا، بدلی کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ فگن رہنا، راہب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں علامات نبوت کا پہچاننا وغیرہ مذکور ہیں۔

علامہ سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں باب قائم کیا "باب ما ظهر من الآيات وهو في كفالة عمه ابي طالب" اور اس ضمن میں مذکورہ بالا ارہاصات کے علاوہ مندرجہ ذیل ارہاصات بیان کیے۔

۱۔ابو طالب غریب آدمی تھے انہیں اور ان کی آل کو پیٹ بھر کھانا نصیب نہ ہوتا تھا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دستر خوان میں شریک ہوئے تو تھوڑا کھانا بھی سب کو کفایت کر جاتا تھا۔

۲۔دودھ کا پیالہ جس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پی لیں سب کو کافی ہو جاتا تھا۔

۳۔ابو طالب کے بچے صبح اٹھتے تو بکھرے بالوں والے پراگندہ ہوتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھتے تو جیسے ابھی تیل و سرمہ لگا کر تیار ہوئے ہوں۔[31]

علامہ سیوطی نے شام کے سفر اور اس کے دوران پیش آنے والے ارہاصات کے لیے اس کے بعد الگ باب قائم کیا ہے "باب سفر النبي صلى الله عليه وسلم مع عمه ابي طالب الى الشام وما ظهر فيه من الآيات واخبار بحيرا عنه" اور اس ضمن میں تقریباً انہیں تفصیلات کو ذکر کیا ہے جو الروض الانف میں مذکور ہیں۔[32]

السیرۃ النبویۃ میں امام ذھبی نے ابو طالب کی کفالت کے دوران پیش آمدہ ایک واقعہ کی تخریج کی ہے جسے علامہ سیوطی نے بھی الگ عنوان سے ذکر کیا ہے کہ ابو طالب سے جب لوگوں نے قحط کے دوران بارش کے لیے دعا کرنے کو کہا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگی تو بارش برس پڑی۔[33] امام ذھبی نے سفر شام کی تفصیلات کو "سفره مع عمه۔ان صح" کے عنوان سے ذکر کیا ہے اور اس باب میں ضعیف روایات کی نشاندہی بھی کی ہے۔ابو طالب کے گھر میں پیش آنے والے ارہاصات جن کا علامہ سیوطی کے حوالے سے تذکرہ کیا گیا وہ امام ذھبی نے نقل نہیں کیے۔

تحنث اور رؤیائے صادقہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی کے نزول کا وقت قریب آیا تو آپ کو سچے خواب دکھائی دینے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حراء میں خلوت اختیار فرمالی۔اس اثناء میں بھی کچھ ارہاصات کا ظہور ہوا۔الروض الانف میں اس ضمن میں مندرجہ ذیل ارہاصات مذکور ہیں۔

۱۔سچے خواب جن کی تعبیر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی۔

۲۔خلوت کا پسندیدہ ہو جانا۔

۳۔جب آپ حاجت کے لیے مکہ کی وادی میں دور نکلتے تو جس بھی شجر وحجر کے پاس سے گزرتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا۔[34]

انہیں ارہاصات کو علامہ سیوطی اور امام ذھبی نے بھی بیان کیا ہے۔

نتائج بحث:

إرھاصات، نبوت کے مقدمات کے طور پر وقوع پذیر ہونے والے خوارق کو کہا جاتا ہے۔حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل بھی ایسے بہت سے خارق عادت امور کا ظہور ہوا۔ان خوارق کی مندرجہ ذیل اقسام کی جاسکتی ہیں:

۱۔اہل کتاب کے راہبوں کی طرف سے ان کی کتابوں کے حوالے سے کی جانے والی پیش گوئیاں۔

۲۔عرب میں پیش آنے والے واقعات وحوادث۔

۳۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ پیش آنے والے خصوصی حالات۔

۴۔خواب (خواہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کسی اور نے دیکھے یا بعثت کی بالکل ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھے)

سابق میں تین کتابوں کے حوالے سے ارہاصات کا ایک تقابلی جائزہ لینے کی کوشش کی گئی ہے۔چونکہ سیرت نگار ارہاصات کو عموماً مستقلاً بیان نہیں کرتے اس لیے ایک ہی باب میں یا مسلسل ان کا ذکر کتابوں میں موجود نہیں ہوتا بلکہ سیرت کے مختلف امور کے ذیل میں ان کا تذکرہ آتا رہتا ہے اور ہر مصنف اپنے اسلوب اور مقاصد کے مطابق ان کا ذکر کرتا ہے۔زیر تحقیق تین کتابوں میں سے الروض الانف چونکہ ایک شرح ہے اس لیے اس میں متن کے اختصار کی تفصیل مل جاتی ہے اور عنوانِ زیر بحث سے متعلق مختلف روایت مل جاتی ہیں نیز مشکل الفاظ کی تشریح اور مبہم کی وضاحت حاصل ہو جاتی ہے۔ابن ہشام کا اسلوب تمہیدی ہے کہ وہ کسی واقعے کو بیان کرنے سے پہلے بہت سابق سے اس کی تمہید کو ذکر کرکے مطلب تک پہنچتے ہیں۔

امام ذھبی کے ہاں روایت کی صحت کا اہتمام قدرے زیادہ ہے اس لیے ان کے انداز بیان میں قدرے اختصار ہے۔ارہاصات کا بیان بہت ہی ضمنی انداز میں میسر آتا ہے۔نیز انہوں نے سیرت کے بیان میں زیادہ زور ان امور وواقعات پر دیا ہے جن کا تعلق براہ راست حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے ہوتا ہے۔اسی لیے ابتدائی ارہاصات کے بیان میں جہاں تینوں کتابوں کا تقابل کیا جاتا رہا وہاں امام ذھبی کے حوالے سے درج ہوتا رہا کہ انھوں نے اس کو ذکر نہیں کیا۔

علامہ سیوطی نے چونکہ الخصائص الکبریٰ میں اسلوب ہی معجزات اور علامات نبوت کے بیان کا اختیار کیا اس لیے ان کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور اس سے قبل کے ارہاصات کا بیان ہمارے موضوع کے متعلقہ انداز میں باآسانی میسر آجاتا ہے۔علامہ ایک ہی واقعہ سے متعلق مختلف روایات کو بیان کرتے ہیں اگرچہ دیگر روایات میں کوئی اضافی فائدے کا بیان نہ بھی ہو، صرف سابقہ روایت کا استشہاد مطلوب ہوتا ہے۔نیز علامہ سیوطی چونکہ دوسرے دونوں مصنفین سے مؤخر ہیں اس لیے ان کی کتاب میں مختلف روایات کے ضمن میں الروض الانف اور السیرۃ النبویۃ کی روایات بھی ذکر ہوتی رہتی ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی حوالہ جات

[1] زبیدی، سید محمد مرتضیٰ الحسینی الزبیدی، تاج العروس، الجزء السابع عشر۔(مطبعۃ الحکومۃ الکویت) تحقیق: ابراہیم الترزی، ص:۶۰۶

Zubaydī, Syed Muḥammad Murtaḍā al-$husainī, Tāj Al-'urūs,(Maṭba'at Al-Ḥokūmat al-

Kuwait), Vol:17,P:606

[2] ایضاً

Ibid

[3] ابنِ منظور، علامۃ ابی الفضل جمال االدین محمد بن مکرم ابن منظور الافریقی المصری، لسان العرب۔ (دار صادر، بیروت)، ج:۷، ص، ۴۴
Al-Afrīqī, Jamāl al-dīn Abī al-Faḍal Muḥammad bin Mukarrum Ibn-e-Manẓūr,Lesān Al-#'rab, (Dār Ṣādar, Berūit),Vol:07, P:44

[4] جرجانی، علامۃ علی بن محمد السید الشریف الجرجانی، معجم التعریفات۔ (دار الفضیلہ، مصر، ۲۰۰۴ء)، ص:۱۷
Jurjānī, 'llāmat 'ly bin Muḥammad Al-Syed Al-Sharīf,Mu'jam al-Ta'rīfāt, (Dār al-Faḍīlat, Egypt:2004ac), P:17

[5] تھانوی، محمد اشرف علیٰ تھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، المحقق، رفیق العجم۔ علی دحروج۔ (مکتبۃ لبنان، لبنان، :۱۹۹۶ء)، ص:۱۴۱
Thānwī, Muḥammad Ashraf 'ly Than*nwī, Kashāf Iṣṭlāḥāt al-Fonūn wa al-'ulūm, (Maktabah Lubnan:1996ac), P:141

[6] تاج العروس، الجزء العاشر، ص: ۱۸۴

Tāj al-'orūs, Vol:10,P:184

[7] روم: آیت: ۴۶

Rowm, Verse:46

[8] تاج العروس، الجزء العاشر، ص: ۱۹۶

Tāj al-'orūs, Vol:10,P:196

[9] محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع المسند المختصر من امور رسول اللہ وسننہ وایامہ ۔(دار ابن کثیر، الیمامۃ ۔بیروت۔الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ۔ تحقیق۔ مصطفیٰ دیب لابغا)۔ج:۶، ص: ۲۵۶۴، حدیث: ۶۵۸۹۔
Bukhārī, Muḥammad bin Ismā'īl, Al-Jām' Al-Ṣaḥīḥ, (Dār Ibn-e-Kathīr, Al-Ymāmat, Berūit, Egypt:Edition 3rd, 1422ah),Ḥadith #6589,Vol:06,PP:2564

[10] ابن حجر، احمد بن علی بن حجر ابو الفضل العسقلانی االشافعی، فتح الباری۔ (ناشر دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۷۹ام)۔ج: ۱۲، ص: ۳۷۶
Ibn-e-Ḥajar, Aḥmad Bin 'lī bin Ḥajar al-'asqlānī, Fath al-Bārī, (Dār al-Ma'rifat, Berūit:1379ah), Vol:12,P:376

[11] محمد یاسین مظہر صدیقی، "مولانا آزاد لائبریری، مسلم یونیورسٹی میں مخطوطات"، مجلّہ جہات الاسلام (جولائی ۔دسمبر ۲۰۱۵ء شمارہ:۱)، ج:۹۔ ص: ۱۳۲
Muḥammad Yāsīn Maẓhar Ṣiddīqī, Mowlānā Aāzād Library, Muslim University may Makhtūotāt, Majallat Jihāt Al-Islām, July-Dec, 2015ac,Vol:09,P:132

[12] سیوطی، ابو الفضل جلال الدین عبدا لرحمٰن ابی بکر السیوطی ،الخصائص الکبریٰ ،(دار النشر،دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۵ام)، ج:۱، ص: ۶۸
Syūṭī, Abū al-Faḍal Jalāl al-dīn 'bd al-Raḥmān Abī bakar al-Syūṭī, Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,PP:80-85

[13] الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص: ۸۰۔۸۵

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,PP:80-85

[14] امام ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن احمد بن ابی الحسن السہیلی، الروض الانف، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ج:۱، ص: ۲۸۰
Imām Abū al-Qāsim 'bd al-Raḥmān bin 'bd Allāh, Al-Rawḍ al-Unuf, (Dār Al-Kutub al-'lmiyyat, Berūit), Vol:01,P:280

[15] الخصائص الکبریٰ، ج:۱، ص: ۷۶۔۷۷

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,PP:76-77

[16] الروض الانف، ج:۱، ص: ۲۷۲۔۲۷۳۔۲۷۴

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:272-274

[17] الروض الانف، ج:ا، ص: ۲۵۰

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:250

[18] ایضاً، ج:ا، ص: ۲۷۴

Ibid,Vol:01,P:274

[19] ایضا، ج:ا، ص: ۲۸۳

Ibid,Vol:01,P:283

[20] الخصائص الکبریٰ، ج:ا، ص: ۷۲

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,P:72

[21] ذھبی، محمد بن احمد بن عثمان، السیرۃ النبویۃ، تحقیق: حسام الدین القدسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ص: ۲۲

Zahbī, Muḥammad bin Aḥmad bin Uthmān, Al-Sīrat Al-Nabwiyyat, (Dār al-Kutub Al-'lmiyyah, Berūit), P:22

[22] الروض الانف، ج:ا، ص: ۲۷۶

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:276

[23] الروض الانف، ج:ا، ص: ۲۷۸۔۲۷۹۔۲۸۰

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:278-280

[24] الخصائص الکبریٰ، ج:ا، ص: ۷۰۔۷۱۔۷۲

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,PP:70-72

[25] السیرۃ النبویۃ، ص: ۵ وبعد

Al-Sīrat Al-Nabwiyyat,p:05

[26] الروض الانف، ج:ا، ص: ۵۸ وبعد

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:58

[27] السیرۃ النبویۃ، ص: ۱۱تا ۱۵

Al-Sīrat Al-Nabwiyyat,PP:11-15

[28] الخصائص الکبریٰ، ج:ا، ص: ۸۷

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01, P:87

[29] الخصائص الکبریٰ، ج:ا، ص: ۹۱

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,PP:91

[30] ایضاً، ج:ا، ص: ۱۳۸

Ibid, Vol:01,P:138

[31] الروض الانف، ج:ا، ص: ۳۱۳۔۳۱۴۔۳۱۵

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:313-315

[32] الخصائص الکبریٰ، ج:ا، ص: ۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲

Al-Khaṣā,ṣ al-Kubrā, Vol:01,PP:140-142

[33] السیرۃ النبویۃ، ۲۵

Al-Sīrat Al-Nabwiyyat,P:25

[34] الروض الانف، ج:ا، ص: ۴۰۱

Al-Rawḍ al-Unuf,Vol:01,P:401